قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ط | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا

(الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا ؛ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۴ | ۳۰ جنوری ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ | نمبر ۶۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح ۔ اخبار احمدیہ .. صفحہ ۱-۲

خواجہ صاحب کی خلاف بیانی ۔ .. صفحہ ۳-۴

ایڈیٹر صاحب نئی روشنی بولے } صفحہ ۵
بڑی بے غیرتی ہوگی

منظوم گذارش احوال واقعی .. صفحہ ۶-۷

ہندوستان کی خبریں } صفحہ ۸
اشتہارات

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت امیر المومنین کی طبیعت پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ حضور صبح کی نماز کے بعد صحیح مسلم کا درس دیتے ہیں ؛

جناب مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب میاں محمد سعید صاحب سعدی لاہور کے حسب الحکم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ۲ سرحدی علاقہ میں بغرض تبلیغ تشریف لے گئے ہیں ؛

سردی میں کچھ تخفیف ہو گئی تھی۔ مگر اب پھر عود کر آئی ہے پرسوں سے آسمان بھی ابر آلود ہے۔ بارش کی بڑی سخت ضرورت ہے ؛

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی سالانہ جلسہ کی تقریر مرتب ہو چکی ہیں۔ اب حضور کی نظر ثانی باقی ہے۔ اُمید ہے کہ بہت جلدی شائع ہو سکینگی ؛

اخبار احمدیہ

دہلی میں تبلیغ جناب ماسٹر محمد حسن صاحب آسان دہلوی تحریر فرماتے ہیں :۔ خاکسار نے اخویم مکرم مولوی عمر الدین صاحب کا وعظ اہل محلہ کے لئے بغرض تبلیغ سلسلہ حقہ کرایا۔ میرے دل میں ایک تڑپ ہے۔ وطن کی محبت فطرتی تقاضہ ہے اخی المکرم مولوی خلیل احمد صاحب کے وعظ بھی کراتا تھا۔ لیکن دہلی کے خود غرض علماء نے عوام کو بہکایا ہے۔ کہ انکے وعظ سننے بھی گناہ ہیں۔ مگر اس وعظ میں اہل محلہ شریک ہوئے۔ الحمد للہ اس دفعہ سب نے اول سے اخیر تک وفات مسیح کا بیان سُنا۔ مولوی صاحب نے اِسقدر کھول کھول کر بیان فرمایا کہ سبھی محو حیرت رہ گئے مکان کے سامنے ہی مسجد ہے۔ صبح کی نماز میں غل مچ رہا تھا وہیں ایک مولوی بھی رہتا ہے۔ اس محلہ والے کہہ رہے تھے کہ وہاں قرآن وحدیث کا ذکر ہوا۔ اُسوقت تم کیوں نہ گئے انشاء اللہ آیندہ یہ اہل محلہ نہایت شوق سے شریک وعظ ہونگے ؛

تبلیغی دورہ قاضی محمد عالم صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ عاجز ۲ ماہ حال کو کوٹ قاضی آیا۔ اور پانچ یوم تک خدا کے فضل سے خوب تبلیغ کی۔ یہ دو موضع کوٹ قاضی قریب قریب ہیں۔ ایک گاؤں میں اہلحدیث رہتے ہیں۔ انکے امام کو جو ایک مولوی ہے۔ اور غزنویوں کا شاگرد ہے۔ دو کتابیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مطالعہ کے واسطے دیں۔ اور اس کے مقتدیوں سے فہیم آدمیوں کو نبوت مسیح موعود اور اسمہ احمد کے متعلق سمجھایا۔ دوسرے کوٹ قاضی کے امام مسجد کو وفات مسیح اور دعویٰ حضرت مسیح موعود کے متعلق نہایت مفصل طور سے سمجھایا اور ہر ایک بات کو اس نے تسلیم کیا۔ لیکن ابھی وہ بعض کمزوریوں کے باعث چپ ہو رہا ہے۔ ایک اور آدمی کو جو دو دفعہ حج بھی کر آیا ہے۔ اور قرآن مجید باترجمہ پڑھا ہوا ہے۔ اور مولوی عبد صاحب مرحوم غزنوی کے سلسلہ سے ہے۔ نبوت مسیح موعود اور اسمہ احمد کے متعلق سمجھایا۔ اور رسالہ انوار خلافت سنا کر اور اس

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان چھپکر شائع ہوا)

کے اعتراضوں کا جواب دیا۔ خدا کے فضل سے چار پانچ دن خوب تبلیغ کی ✦

اعلان نکاح

محمد منظور صادق پسر مفتی محمد صادق صاحب اڈیٹر اخبار صادق کا نکاح جناب خواجہ شاہ محمد اعجاز علی صاحب احمدی ساکن کوکن صوبہ بمبئی کی دختر نیک اختر بنام تراب النساء بیگم کے ساتھ پانچ سو روپے حق مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے مسجد اقصیٰ میں خطبہ جمعہ کے ساتھ اعلان فرمایا۔ اللہ تعالےٰ جانبین کے واسطے بابرکت کرے۔ آمین ✦

تصحیح ضروری

۱۶ جنوری کے اخبار میں جو مراسلت زیر عنوان "قابل ستائش درخواست" شائع ہوئی تھی اس میں جناب بابو محمد عثمان صاحب کا پتہ نہیں لکھا گیا تھا جو یہ ہے بابو محمد عثمان صاحب احمدی۔ رحمت منزل۔ احاطہ خام فقیر محمد خان متصل لاٹ کلن۔ شہر لکھنو ✦

درخواست نماز جنازہ

سید انعام رسول صاحب کلکتہ سے اپنے مرحوم خسر سید جواہر علی صاحب احمدی کے واسطے اور خان عبدالرحیم خان صاحب حصاری سے اپنے بھائی عبدالرحمٰن خان صاحب احمدی کے واسطے۔ اور برادر عبدالہادی صاحب مہدولی ضلع مونگھیر میاں حبیب الرحمٰن صاحب کے واسطے درخواست نماز جنازہ غائب کرتے ہیں ✦

ضرورت ہے

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی کے ارشاد سے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو مخلص اصحاب خدا کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنا چاہیں۔ اور ممالک غیر میں تاجر طبیب یا پھیری والوں کی طرح کام کرکے دین حق کی تبلیغ کا فرض سرانجام دیں۔ وہ تمام اپنی درخواستیں بقید عمر و قابلیت حضرت اقدس کے حضور بھجوا دیں ✦

ایک غیر مبایع سے مباہلہ پر آمادگی

مکرم و معظم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب الفضل سلمہ ربہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حسب ذیل چند سطور اپنے اخبار گوہر بار میں درج فرما کر مشکور فرماویں :-

۱۳ دسمبر ۱۹۱۶ء کو بٹالہ کے سٹیشن سے جب میں روانہ ہوا تو ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے اپنا نام بابو عبدالحق شملوی بتلایا۔ ان سے نبوت حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق امرتسر کے سٹیشن تک مختلف پہلوؤں پر گفتگو ہوتی رہی۔ مگر افسوس کہ ہر طرح سے سمجھانے کے باوجود بھی انہوں نے اپنی ہٹ دھرمی کو نہ چھوڑا مگر آخر میں قرار پایا کہ ہم دونوں میں مباہلہ ہو جاوے۔ اور یہ بھی قرار پایا کہ میں الفضل میں شائع کر دوں۔ اور وہ پیغام صلح میں شائع کر دیں جسکے گواہ حسب ذیل احباب ہیں :-

(۱) چودھری عنایت اللہ خان صاحب سابق انسپکٹر پولیس حال پنشنر حافظ آباد احمدی ✦

(۲) ملک شیر محمد خان صاحب کوٹ رحمت خان تھانہ سانگلہ ✦

(۳) منشی غلام قادر خان صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ لنگڑوعہ ضلع جالندھر ✦

میں اپنی طرف سے مندرجہ ذیل الفاظ اخبار الفضل میں شائع کراتا ہوں لیکن میری یہ تحریر اسوقت سے مباہلہ شمار ہوگی۔ جبکہ بابو عبدالحق صاحب بھی اپنی طرف سے اخبار پیغام صلح میں اپنے الفاظ مباہلہ شائع کرا دینگے۔ ورنہ میری یہ تحریر بھی مباہلہ نہ ہوگی۔ جو یہ ہے :-

"میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر بقائمی ہوش و حواس اثبات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بحیثیت مسیح موعود ایسا ہی سچ مچ کا نبی اللہ یقین کرتا ہوں جسکو رتبہ نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے ذریعہ حاصل ہوا۔ اور یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نبی اللہ کو تشریعی نبوت نہ ملی تھی۔ اور یہ بھی ایمان رکھتا ہوں کہ نفس نبوت کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اور انبیائے سابقین میں۔ جن کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے۔ کوئی فرق نہ تھا۔ فرق تھا تو صرف تحصیل نبوت کے ذریعہ میں تھا۔ اسکے برخلاف بابو عبدالحق صاحب ملٹری ورکس شملہ یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی درحقیقت نبی اللہ نہ تھے۔ اور ایک مجدد سے بڑھ کر کوئی رتبہ نبوت کا نہیں پایا تھا۔ سو میں دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ تعالیٰ تو جو ہر امر کی حقیقت سے واقف ہے۔ میرے اور بابو عبدالحق صاحب ملازم ملٹری ورکس شملہ کے درمیان سچا فیصلہ فرما۔ ہم میں سے جو سچا ہے۔ اسکی سچائی ظاہر فرما۔ اور اسکو عزت عطا فرما اور جو جھوٹا ہے اسکے اوپر لعنت برسا۔ اور ذلیل و خوار کر دے"

آمین ثم آمین

کمترین

جعفر علیخان عفا اللہ عنہ مینجر اکبری اردو ثنائی قصوری دروازہ فیروزپور شہر

برہمن بڑیہ میں قعدۂ احمدیاں

جناب مولوی سید محمد عبدالواحد صاحب برہمن بڑیہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں کے مبائعین کی تعداد اسوقت سات سو اکتالیس ہے۔ فالحمد للہ۔ آپکی طبیعت کچھ علیل بھی ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں ✦

برما میں تبلیغ

خدا جزائے خیر دے ہمارے مکرم بھائی شیخ عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے کو جو اپنے فرائض متعلقہ ملازمت کے علاوہ تبلیغ میں بھی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ آپ جب یہاں تھے تب بھی ہر رنگ میں تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ اور اب کہ آپ وطن سے دور سرکاری ملازمت پر ہیں۔ فرصت میں سلسلہ حقہ کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ اور آجکل رنگون میں ہیں جہاں آپکے کئی ایک لیکچر ہو چکے ہیں ✦

جماعت احمدیہ بمبئی کے مالاباری مبائعین

ذیل میں مالاباری مخلصین مقیم بمبئی کے ایک انگریزی عریضہ کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے تاکہ ہر شخص یہ معلوم کرے کہ سیٹھ اسمٰعیل آدم اور انکے زیر اثر دوست جناب زین الدین کے سوا بمبئی میں اور بھی احمدی ہیں جو خدا کے فضل سے خلافت ثانیہ کے خدام اور غربا مگر مومن ہیں۔

وہ لکھتے ہیں کہ ہم مالاباری احمدیاں مقیم بمبئی جنکی تعداد اسوقت ۱۵ ہے حضور کی خدمت میں مودبانہ عرض پرداز ہیں کہ ہم ابتک اپنا چندہ سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب کی معرفت بھیجتے رہے ہیں مگر گذشتہ جمعہ کو سیٹھ صاحب نے اعلان کر دیا کہ آئندہ وہ اپنا چندہ لاہور بھیجا کرینگے اور لاہوری پارٹی کے ساتھ تعلق رکھینگے۔ اب ہم اس خیال کو ناپسند کرتے اور اپنا چندہ براہ راست قادیان بھیجنا چاہتے ہیں۔ ہم آئندہ سیٹھ صاحب کے وہاں نماز پڑھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ اغلب ہے کہ وہ آئندہ ہمارے مقدس امام کے خلاف سخت کلامی کا ارتکاب کریں۔ ہم ان امور پر حضور کے احکام کا انتظار کرتے ہوئے دعا کے خواستگار ہیں۔

عبدالقادر۔ عبداللہ۔ محمد۔ عبدالستار مالاباری وغیرہ ✦

۲ جنوری ۱۹۱۷ء کا اخبار الفضل

اگر کوئی صاحب اخبار الفضل کا فائل نہیں رکھتے تو وہ ۲ جنوری ۱۹۱۷ء کا پرچہ دفتر الفضل میں بھیجکر مشکور فرماویں کیونکہ دفتر میں تمام پرچے اس نمبر کے ختم ہو چکے ہیں۔ اور اکثر احباب کو اس پرچہ کی سخت ضرورت ہے۔

پروفیسر مارگولی اتھ سے حضرت خلیفۃ المسیح کا مکالمہ

اخبار الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں پروفیسر مارگولی اتھ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے درمیان گفتگو ہوئی۔ شائع کیگئی تھی اسے ہمارے مخلص اور پرجوش دوست محمد صدیق صاحب احمدی متصل عدالت کیمپ میرٹھ نے فائدہ عام کے لئے نہایت خوشخط چھپوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۳۰ جنوری ۱۹۱۷ء

خواجہ صاحب کی خلاف بیانی

معزز اخبار ہمدم مورخہ ۱۴ جنوری میں خواجہ کمال الدین صاحب کا ایک مضمون بعنوان "مسلمانوں میں کوئی فرقہ نہیں" چھپا ہے۔ خواجہ صاحب کو ایسا بے سروپا مضمون جس میں جگہ بجگہ انہیں ٹھوکر لگی ہے۔ کیوں لکھنا پڑا۔ اسکے متعلق صرف یہ کہہ دینا کافی ہے کہ زر سے طلبی سخن دریں ست۔ ہمیں خواجہ صاحب کے وہ الفاظ پڑھ کر جو انہوں نے عام مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھے ہیں۔ بہت ہی تعجب ہوا کہ کیا یہ وہی خواجہ صاحب ہیں۔ جنہوں نے جماعت احمدیہ کی طرف سے کافی امداد حاصل ہونے سے نا امید ہو کر باوجود حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے سخت ناپسند اور منع کرنے کے مسلمانوں کے آگے دست سوال دراز کئے ہی رکھا۔ لیکن اب انہیں لوگوں کو وہ اسطرح مرعوب کرنا چاہتے ہیں کہ:۔

"یاد رکھو کہ وہ جماعت (جماعت احمدیہ) مالی امداد کم از کم اسقدر دے سکتی تھی۔ جو تمہاری امداد سے کہیں زیادہ ہوتی"

خیر یہ زمانہ کے رنگ ہیں۔ اور خواجہ صاحب کو معلوم ہو جائیگا کہ آگے آگے ہوتا ہے کیا ٭

ہمیں اس مضمون کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہ پڑتی اگر خواجہ صاحب اسمیں صریح طور پر ہمارے ہادی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے متعلق غلط فہمی نہ پھیلاتے۔ لیکن چونکہ انہوں نے اپنی اغراض کو پیش کرتے ہوئے کچھ خلاف واقعہ باتوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس لئے ہم اظہار حقیقت کے لئے مندرجہ ذیل سطور لکھنے پر مجبور ہوئے ہیں ٭

خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"ایک مسلمان کسی ایسے شخص کو رسول نہیں مان سکتا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہو۔ یہی مذہب ہمارے مرشد حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا ہے۔"

ہم حیران ہیں کہ خواجہ صاحب کے ان الفاظ کو انکی لاعلمی پر محمول کریں یا دھوکہ دہی سمجھیں۔ جبکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت کھلے اور صاف الفاظ میں نبی اور رسول ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ یہ تو ہم یقین نہیں کر سکتے کہ خواجہ صاحب حضرت مسیح موعود کی ان تحریروں سے بے علم اور ناواقف ہو کر یہ لکھ رہے ہیں۔ جنہیں انہوں نے اپنے نبی اور رسول ہونے کے متعلق بڑے زور سے ذکر کیا ہے۔ اس لئے ہم یہی کہینگے۔ کہ خواجہ صاحب نے جان بوجھ کر اخبار ہمدم کے ناظرین کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طرف ایک بالکل غلط بات منسوب کر دی ہے ٭

اسکے متعلق ہم بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود ع نے اپنے نبی اور رسول ہونے کا نہایت صاف اور واضح الفاظ میں اعلان کیا ہے۔ اور ایک جگہ نہیں بلکہ اپنی تصانیف میں بیسیوں جگہ۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے"

پھر تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں مسیح موعود ہوں۔ اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی رکھا" نزول المسیح صفحہ ۴۸

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ:۔

"سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" دافع البلاء صفحہ ۱۱

پھر فرماتے ہیں:۔

"میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں۔ تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۳)

پھر آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اخبار عام میں ایک خط چھپوایا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ:۔

"جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اسپر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں"

اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء

مضمون کی طوالت سے بچنے کے لئے ہم انہی حوالجات پر سردست اکتفا کرتے ہیں۔ اور ناظرین سے پوچھتے ہیں کہ جس شخص کی قلم سے یہ الفاظ نکلے ہوں۔ کیا اسکے متعلق کوئی صحیح العقل یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کا بھی یہی مذہب تھا۔ کہ:۔

"ایک مسلمان کسی ایسے شخص کو رسول نہیں مان سکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہو"

اب غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے کس قدر غلط بیانی اور دھوکہ دہی سے کام لیا ہے۔ اور اس کی وجہ سوائے اسکے اور کوئی نہیں ہے کہ ان پر احمدیت کا خول بھی چڑھا رہے اور عام مسلمانوں سے مٹھی بھی گرم کر لیں۔ لیکن یہ حرکت ایک مبلغ اور مشنری کے لئے نہایت ہی قابل شرم ہے ٭

دوسری بات جو خواجہ صاحب نے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ:۔

"دنیا میں ستر نہیں۔ ستر کروڑ فرقے اسلام کے ہو جائیں۔ ان میں اصولاً کوئی فرق نہ ہوگا۔ اسلئے انکو فرقہ کہنا میرے نزدیک گناہ عظیم ہے یہ میرا مذہب آج سے نہیں پیشتر سے ہے۔ یہی مذہب مینے اپنے مرشد حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے سیکھا۔ یہی مذہب مینے حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب سے سیکھا"

یہاں ہم اسکے متعلق کچھ نہیں کہینگے۔ کہ اسلامی فرقوں کے متعلق خواجہ صاحب کا یہ خیال کہاں تک درست یا غلط ہے۔ البتہ یہ بتائینگے۔ کہ خواجہ صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ:۔

"یہی مذہب مینے اپنے مرشد حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے سیکھا۔ یہی مذہب مینے حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب سے سیکھا"

یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ نہ تو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مذہب ہے جو خواجہ صاحب نے ظاہر کیا ہے۔ اور نہ ہی حضرت مولوی نور الدین صاحب کا۔ ہم بہت ہی مشکور ہونگے۔ اگر خواجہ صاحب اپنے اس مذہب کی تائید میں حضرت اقدس ع اور حضرت مولوی نور الدین صاحب کی

تحریروں سے کوئی ایک آدھ حوالہ ہی دکھا دینگے۔ لیکن اسکے خلاف ہم مندرجہ ذیل حوالجات پیش کرتے ہیں :۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے لئے ۴ ۲ر نومبر ۱۹۰۰ء کو "اشتہار واجب الاظہار" کے نام سے ایک دو ورقہ شائع کیا۔ اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"چونکہ اب مردم شماری کی تقریب پر سرکاری طور پر اسبات کا التزام کیا گیا ہے کہ ہر ایک **فرقہ جو دوسرے فرقوں سے اپنے اُصولوں کے لحاظ سے امتیاز رکھتا ہے۔ علیحدہ خانہ میں** انکی خانہ پُوری کی جاوے۔ اور جس نام کو اس فرقہ نے اپنے لئے پسند اور تجویز کیا ہے۔ وہی نام سرکاری کاغذات میں اس کا لکھا جاوے۔ اس لئے ایسے وقت میں قرین مصلحت سمجھا گیا ہے کہ اپنے فرقہ کی نسبت ان دونوں باتوں کو گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں یاد دلایا جاوے۔"

کیا اس تحریر سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت اقدس مسیح موعود اپنے اور دوسرے فرقوں میں اُصولی امتیاز سمجھتے تھے۔ پھر آپ اپنی کتاب ضمیمہ تحفہ گولڑویہ میں فرماتے ہیں کہ :۔

"اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم۔ یعنی جب مسیح نازل ہو گا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوے اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا پس تم ایسا ہی کرو۔"

کیا اگر احمدیوں اور غیر احمدیوں میں حضرت مسیح موعود کے نزدیک اُصولی فرق نہیں تھا۔ تو انہوں نے یونہی اپنے پیرؤوں کو یہ حکم دیا کہ تمہیں دوسرے فرقوں کو بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ ہرگز نہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اصولی فرق سمجھتے تھے۔

یہ دو حوالے تو ہم نے حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے پیش کئے ہیں۔ اب حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے متعلق بتاتے ہیں کہ آپکا کیا مذہب تھا :۔

اخبار الحکم نمبر ۸ مورخہ ۷ر مارچ ۱۹۱۱ء میں آپکی ایک تقریر چھپی ہے جسمیں آپ فرماتے ہیں کہ :۔

"یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے۔ کیونکہ جس طرح پر وہ نماز پڑھتے ہیں ہم بھی اسی طرح پڑھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ اور حج اور روزوں کے متعلق ہمارے اور انکے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میری سمجھ میں ہمارے اور انکے درمیان اصولی فرق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ پر ایمان ہو۔ اسکے ملائکہ پر۔ کتب ساویہ پر۔ اور رُسل پر۔ خیر و شر کے اندازوں پر۔ اور بعث بعد الموت پر۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ ہمارے مخالف بھی یہی مانتے ہیں۔ اور اس کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن یہاں سے ہی ہمارا اور ان کا اختلاف شروع ہو جاتا ہے۔ ایمان بالرُسل اگر نہ ہو۔ تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں عام ہے۔ خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے ہندوستان میں ہو یا کسی اور ملک میں کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ اب بتاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے۔ لا نفرق بین احد من رسلہ۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔ رہی یہ بات کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں خاتم النبیین فرمایا ہم اسپر ایمان لاتے ہیں۔ اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے تو بالاتفاق کافر ہے۔ یہ جدا امر ہے کہ ہم اسکے کیا معنے کرتے ہیں اور ہمارے مخالف کیا۔ اس خاتم النبیین کی بحث کو لا نفرق بین احد من رسلہ سے تعلق نہیں۔ وہ ایک الگ امر ہے۔ اس لئے **میں تو اپنے اور غیر احمدیوں کے درمیان اُصولی فرق سمجھتا ہوں۔"**

ممکن ہو کہ یہ تقریر خواجہ صاحب نے نہ سُنی ہو یا انکی نظر سے نگذری ہو لیکن حضرت مولوی صاحب کے اس خط سے وہ انکار نہیں کر سکتے جو خاص انہیں کے نام ووکنگ بھیجا گیا تھا۔ اور جسے انکے اخبار "پیام صلح" نے اپنے ۱۴ر جنوری ۱۹۱۴ء کے پرچہ میں شائع کیا تھا۔ اس خط میں حضرت مولوی صاحب نے خواجہ صاحب کو لکھا تھا کہ :۔ "میں آپکے لئے دو باتیں بیشک ناپسند کرتا ہوں۔ اوّل آپکا جلد ہندوستان واپس آنا۔ دوسرا عام لوگوں کے آگے چندے کے لئے سوال کرنا بھی مجھے آپکے لئے ناپسند ہی اسمیں آپ دوسرے لوگوں کی طرف خیال نکریں۔ خواہ وہ کتنے بڑے لوگ کیوں نہ ہو۔ جو ان کا اسلام ہے۔ وہ ہمارا اسلام نہیں ہے۔"

کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہو کہ حضرت مولوی صاحب اپنی جماعت اور دوسرے لوگوں میں اُصولی فرق سمجھتے تھے۔ جبھی تو تحریر فرمایا کہ :۔

"جو ان کا اسلام ہے وہ ہمارا اسلام نہیں ہی۔"

پھر نہ معلوم خواجہ صاحب نے کس عالم میں یہ لکھدیا کہ :۔

"جو شخص اسبات پر ایمان رکھتا ہے کہ اسلام کے اندر بھی جو برائے نام فرقے ہیں۔ انمیں بھی اصولی اختلاف ہے۔ تو وہ خدا تعالےٰ کو کیا جواب دیگا۔"

یہ صریح طور پر حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح اول پر حملہ نہیں تو اور کیا ہے۔ اس سے سمجھ لینا چاہئیے کہ احمدیت سے خواجہ صاحب کو کہاں تک تعلق ہے :۔

ہمنے نہایت مختصر طور پر بتا دیا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے جو اپنا مذہب پیش کیا ہے وہ انہوں نے ہرگز ہرگز حضرت اقدس ع اور حضرت مولوی نورالدین صاحب سے نہیں سیکھا۔ بلکہ خود ایجاد کیا ہے۔ لیکن تعجب کی بات ہے کہ خواجہ صاحب ابھی اس نئے مذہب کی نمائش صرف تحریک چندہ کے لئے ہی کر رہے ہیں۔ عملی رنگ میں اسوقت تک خود بھی اسپر کاربند ہو کر نہیں دکھا سکے۔ اگر خواجہ صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کو محض ایک مجدد کی حیثیت سے مانتے ہیں۔ اور پھر انکو ماننے اور انکے نہ ماننے والوں میں کوئی اصولی اختلاف نہیں سمجھتے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ علی الاعلان ان لوگوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ کیا مجددی قادری۔ نقشبندی اور چشتی وغیرہ فرقے جنکے ساتھ خواجہ صاحب نے احمدی فرقہ کو تشبیہ دیتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ :۔

"یہ تو مسلموں کے نام کے پیچھے ہیں۔ اسی طرح احمدی بھی ایک معلم اسلام کے نام پر ایک جماعت کا نام ہے۔"

ان میں بھی اس قسم کی تفریق پائی جاتی ہے کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اگر نہیں تو کیا وجہ ہے کہ خواجہ صاحب بھی طور پر غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

امید ہے کہ خواجہ صاحب اسکے متعلق صفائی کے ساتھ اپنی مشکلات پیش کر دینگے ۔

ایڈیٹر صاحب نئی روشنی بولے

ہمارے ناظرین کرام ایڈیٹر صاحب نئی روشنی کی ذات والاصفات سے ناواقف نہیں ہونگے۔ کیونکہ متعدد مرتبہ ان کا اور ان کی روشنی طبع کا ذکر خیر الفضل کے کالموں میں کیا جاچکا ہے۔ جسپر ایڈیٹر صاحب موصوف بھی ایک لمبی خاموشی کے بعد اپنے اخبار مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۷ء میں ان الفاظ میں شکرگذاری ادا کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ:۔

"موقر ایڈیٹر الفضل قادیانی نے اپنے دو پرچوں میں خاص طریقہ پر نئی روشنی کا ذکر کیا ہے۔ ہم موصوف کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں"

ہمیں شکایت تھی۔ اور بجا شکایت تھی۔ کہ ایڈیٹر صاحب نئی روشنی ہمیں شرف تخاطب سے مشرف نہیں فرماتے۔ اور زیادہ رنج اس بات کا تھا کہ اس کی وجہ بھی نہ بتاتے تھے۔ کہ ہم عذر خواہی اور طلب معافی کے لئے چارہ جوئی کر سکتے۔ لیکن اب ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ انکی مُہر خاموشی ٹوٹ گئی۔ اور انہوں نے اپنی بے التفاتی کی وجہ بھی بتادی۔ گو ہمیں اس بات کا سخت افسوس ہے کہ اس وجہ کو پڑھنے کے بعد ہمیں مجبوراً اپنی توجہ "ڈاڑھی میں تنکا" والی ضرب المثل کی طرف پھیرنی پڑی۔ کیونکہ ایڈیٹر صاحب نئی روشنی مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق ہمارے مضامین کو پڑھ کر ترساں ہیں کہ مولوی صاحب ایسا ہی سلوک ان سے بھی نہ کیا جائے۔ لیکن ہم انہیں اطلاع دیتے ہیں کہ:۔

آں را کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک۔

اگر آپ متانت اور سنجیدگی سے اور معقولیت کے ساتھ کوئی بات پیش کرینگے۔ تو ہمارا سر پھرا ہے کہ آپ کو مولوی ثناء اللہ کا مثنیٰ قرار دے کر سختی کے ساتھ محاسبہ کریں۔ پھر آپ تو ہمارے حسن سلوک کے خود معترف ہیں اور "تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں" پھر آپ کو گھبرانے اور ہراساں ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ پس اگر ہمارے اعتراضات کا کچھ جواب رکھتے ہیں تو معقولیت کے ساتھ پیش کیجئے۔ ہاں ہمیں اس بات کا بہت افسوس ہے کہ آپنے ہماری نسبت ایک خطرہ موہوم کو اپنے دل میں جگہ دے کر خود چند ہی سطروں میں وہ گل افشانی کی ہے کہ جس سے آپ کی متانت اور سنجیدگی الم نشرح ہو رہی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"مولوی ثناء اللہ کے خلاف ان (ایڈیٹر الفضل) کے جو مضامین شائع ہوئے ہیں۔ انکو دیکھنے سے ان کی رکاکت کا پتہ چلتا ہے۔ کہ کس بیدردی سے انکو سب و شتم کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ہم آپ کو مُنہ لگانا نہیں چاہتے۔ آپکے الزامات کا جواب دینے پر تو یہ حالت ہے کہ اگر آپ کی باطل پرستیوں کا ذکر کر کے اسکے جواب دینے کی کوشش کی جائے۔ تو نہ معلوم آپ کن الفاظ سے یاد کریں"

کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ ان سطور میں جن الفاظ کو جلی کر دیا گیا ہے وہ کہاں تک تہذیب و شائستگی کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں پھر ع:۔ تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

ہمنے اسوقت تک آپکو کبھی ایک پرچوں میں مخاطب کیا ہے لیکن کیا آپ عدل و انصاف سے کام لیکر بتا سکتے ہیں کہ ہمارے قلم سے بھی اس قسم کا کوئی غیر مہذب اور ناشائستہ لفظ آپکے متعلق نکلا ہے۔ اگر نہیں اور واقعہ میں نہیں۔ تو ہم پر وہ شکایت آپ کیوں کرتے ہیں۔ جو ہمیں آپ پر کرنا چاہیئے۔ پس آپ اس قسم کے عذرات لنگ پیش نہ کیجئے۔ اور تہذیب کے ساتھ ہماری تحریروں کا جواب دیجئے:۔

باقی رہا آپکا کسی نامہ نگار کی امداد کے متعلق منت کش ہونے سے انکار کرنا اور خاصکر اپنے اڑے وقت میں کام آنیوالے نامہ نگار کی اس طرح تذلیل کرنا کہ "ہمارا اسٹاف کسی نامہ نگار کا محتاج نہیں ہے" اگر یہ احسان فراموشی کا کھلا کھلا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے۔ لیکن یہ آپ کا اور آپکے نامہ نگار کا ذاتی معاملہ ہے۔ اس میں دخل دینے کی ہمیں ضرورت نہیں ہو۔ ہاں آپکا وہ فقرہ جسکو نئی روشنی کے سٹاف کی ہماری تحریروں کے جواب میں خموشی اختیار کرنے کی دوسری وجہ کے طور پر پیش کیا ہے ہماری سمجھ میں نہیں آیا کیا آپ بمعہ اپنے تمام سٹاف کے اس پر مزید غور فرما کر اس کا مطلب سمجھا دینگے وہ فقرہ یہ ہے کہ:۔

"مارگزیدہ کا جواب یہ نہیں ہے کہ اسکو بھی الٹ کر کاٹ لیا جائے"

ایک تو بیچارہ پہلے ہی "مارگزیدہ" ہو۔ اور پھر اسکو "الٹ کر کاٹ بھی لیا جائے" کیا معنی؟ چونکہ اس فقرہ کا ہم سے تعلق تھا اس لئے اس کا مطلب بیان کرنے کی خاص طور پر آپ کو تکلیف دیگئی ہے ورنہ اس قسم کی باتوں کی طرف جن کی آپ کی "روشنی" کے دم قدم سے کمی نہیں۔ ہم توجہ نہیں کیا کرتے۔

اخیر پر ہم مکرر آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اپنے پر ہی ہمیں بھی قیاس نہ کیجئے۔ اور محض احقاق حق کو مدنظر رکھکر ہمارے سوالات کا جواب دیجئے۔ اور اپنے سوالات کا کافی شافی ہم سے لیجئے۔ ہم نبوت کے متعلق آپ کی خاطر بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ اسکی طرف توجہ فرمائیے۔

بڑی بے غیرتی ہوگی۔

اگر مولوی محمد علیصاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث کے ساتھ اس مباحثہ سے حسب معمول گریز کیا۔ جس کا چیلنج ۲۶ جنوری کے اہلحدیث میں بدیں الفاظ مولوی ثناء اللہ صاحب نے دیا ہے:۔

"ہماری تحقیق میں جو حدیث دانی پر مبنی ہے کوئی شخص بھی جو کسی مسلمان کو اسکے کسی خیال پر غلط فہمی سے دیانتداری کے ساتھ فتوی کفر لگاتا ہے۔ کافر نہیں ہوتا۔ خواہ وہ شخص جسپر فتویٰ لگایا گیا ہے۔ پکا مسلمان ولی اللہ ہو × × × × اس لئے ہم باواز بلند ان کو (اصحاب پیغام) چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ میں ہم سے بالمشافہ گفتگو کریں۔ چونکہ ہماری غرض ان کو سمجھانے کی ہے۔ اس لئے ہم کوئی شرط نہیں لگاتے۔ بلکہ محض یہ کہتے ہیں کہ بالمشافہ گفتگو کریں تحریری کریں یا تقریری کریں کسی مقام پر اور کسی مکان میں کریں جہاں انکی مرضی ہو۔ کریں"

تو فی الواقع بڑی بے غیرتی ہوگی۔ حریف للکار رہا ہے کہ آؤ تو ادھر سے بھی آواز اٹھنی چاہیئے کہ ہاں ہم میدان میں کھڑے ہیں۔ امید واثق ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب پیغام بلڈنگس میں بھی پہنچ جاینگے اور وہاں شاہی ہال میں تحریری بحث کر لینگے۔ کیونکہ یہ کوئی قادیان کی مسجد اقصیٰ نہیں جسکے اندر قدم رکھنے سے انکی زوج تحلیل ہو جاتی ہو۔ پھر ہماری نسبت تو اسی اعلان چیلنج میں انہوں نے لکھ دیا ہے کہ اسبارے میں ان سے بحث نہیں کرتا۔ پس اگرچہ مولوی محمد علی صاحب کو ہمیں گالیاں دینے سے ایک منٹ کی بھی فرصت نہیں تاہم وہ کچھ وقت نکال لیں یا حدیث کے پتلے کو آگے کر دیں۔ خدا کرے وہ دن بھی آئے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مسئلہ اسمہ احمد پر بھی انہی الفاظ میں بحث قبول کر لیں۔ اور قادیان آنا بھی منظور کر لیں گے۔

منظور ہے گذارشِ احوالِ واقعی

"تبدیلیٔ عقیدہ کا سوال"

جب سے مولوی فاضل محمد اسمٰعیل صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کے خود نوشت مضامین کی ناقابل تردید عبارات سے یہ ثابت کیا ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے عقیدہ کو تبدیل کر لیا ہے۔ یعنی اب انکے وہ مذہبی عقائد نہیں رہے جو حضرت مسیح موعود کی زندگی یا ان سے بعد ایک دو سال تھے تب سے مولوی صاحب کچھ ایسے جھنجلا رہے ہیں کہ بات بات پر بگڑتے ہیں۔ اور غیظ و غضب کے جوش میں نادانوں کی طرح جھگڑتے اور دیوانوں کی طرح لڑتے ہیں۔ کبھی اسپر الزام کبھی اسپر اتہام۔ پوچھا جاتا ہے۔ احمدیت کے متعلق ایک سوال اور جواب دیدیا جاتا ہے۔ یہ کہ میاں شمس الدین صاحب نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک غیر احمدی لڑکے سے کیا ہے۔ اب اسی لپیٹ میں یہ عاجز بھی آگیا ہے۔ فاللہ خیر حافظاً اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم میرے ایک کارڈ کا عکس چھاپا ہے۔ جو میں نے مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی کے نام لکھا ہے۔ میرا جرم اور شاید ایسا جرم جس سے قریب ہے کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ اور زمین پھٹ جائے یہ ہے کہ میں نے سید صاحب موصوف کو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کی طرف کیوں توجہ دلائی۔ اور کیوں میں نے یہ عرض کرنے کی جرأت کی کہ آپ یا تو ان دونوں عبارتوں میں تطبیق کریں یا اپنے عقیدہ[1] میں تغیر کریں۔ کیونکہ اس وقت تک میں یہی سمجھتا تھا کہ سید صاحب امروہوی حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی تعلیم مدار نجات اور آپ کے اقوال کو قضایا میں فیصلہ کن اور حجت سمجھتے ہیں۔ جب وہ برگزیدہ کبریا یہ لکھ رہا ہے کہ میرے سوا کوئی نبی کا نام پانے کا مستحق نہیں۔ تو پھر محمد احسن اس کا مرید ہو کر کیا حیثیت رکھتا ہے۔ جو اسکے خلاف اپنی آواز نکالے۔ کہ نبوت کے خلاف جو صدا نکلتی ہو۔ وہ شیطانی ہے نہ کہ ایمانی ۔

اس خط میں نہ تو حضرت فضل عمر کا ذکر ہے۔ جنکی خلافت کی صداقت کی ایک سو دلیل ہمارے امروہوی سید صاحب کے پاس ہے اور نہ میں نے یہ لکھا کہ مصلحت کی وجہ سے عقیدہ بدل لو۔ میں نے حضرت صاحب کی عبارت پیش کی ہے کہ یا اپنے قول اور اس قول امام میں توفیق و تطبیق کر دو یا اپنے الفاظ واپس لو ۔

اب تو اس خط کے اور ہی معنے لئے جاتے ہیں۔ مگر اس وقت مولوی سید محمد احسن صاحب پر جو اس کا اثر ہوا۔ وہ اسکے جواب سے ظاہر ہے۔ جسے میں بادل ناخواستہ ذیل میں درج کرتا ہوں ۔

بادل ناخواستہ میں نے اسلئے کہا کہ میں موجودہ تنازع میں دوستانہ خط و کتابت کو کسی وقت شائع کر دینا اور بحالت محبت و اخلاص لکھے ہوئے خطوط کی عبارات سے استدلال کرنا اپنے شیوہ وفا کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اور احباب قادیان بلکہ غیر مبائعین سے کئی جنمیں سے بعض احمدیہ بلڈنگس میں بھی موجود ہیں۔ خوب جانتے ہیں۔ کہ میں اپنے اصول کا کیسا سخت پابند ہوں۔ اب بھی سخت مجبوری کی وجہ سے صرف چند فقرات دیتا ہوں۔ باقی نہیں چھاپتا۔ کیونکہ ان میں بعض پرائیویٹ امور کا ذکر ہے۔ اور سید صاحب جنھوں نے اس خاکسار کو اپنا آخری دوست لکھا ہے۔ فی الواقعہ نہایت شفقت و محبت کا برتاؤ رکھتے اور قادیان میں بعد حضرت مسیح موعود کے شاید مجھی سے مسلسل دوستانہ خط و کتابت تھی۔ اور اس میں بے تکلف اپنے خیالات و حالات سے مطلع فرماتے رہتے۔ ایسے خیالات و حالات کہ اگر مطبوع ہوں تو حرج عظیم واقع ہو۔ پس میں تو اپنے شیوہ وفاداری کی وجہ سے مجبور ہوں۔ بہتر ہے کہ سید صاحب بھی اس عکس و معکوس کو جانے دیں۔ اور جب ادعا خود صرف کتاب و سنت سے دلائل لائیں۔ ہاں ۲۷ر فروری ۱۹۱۵ء کے خط مطبوعہ (پیغام ۱۳ر جنوری کا جواب ملاحظہ ہو)

فرماتے ہیں :-

"آپ کل بحث کو اول سے آخر تک ملاحظہ فرمائیں اور مولوی محمد علی کے مذہب کا بالکل ردّ اور استیصال ہوتا ہے، اور مولوی محمد علی نہ جزوی نبوت کے معنے سمجھا ہے نہ مجازی کے و ظلی کے۔ کیونکہ وہ تو یہ کہتا ہے کہ جیسے زید کو بوجہ بہادری کے شیر کہدیتے ہیں۔ اسی طرح حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کو نبی کہا گیا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ وہ اتنا بھی نہ سمجھا کہ یہاں پر اسناد مجازی اگر کہیں۔ حضرت جری اللہ کے کسی کلام میں وارد ہوئی۔ تو مسند الیہ اس کا کون اور کس نہج سے ہے۔ میرے پیارے دوست مجاز[1] تو بالکل جھوٹ ہوا کرتا ہے۔ اگر نعوذ باللہ اس معنے کر کر[2] حضرت نبی مجازی ہیں تو جھوٹے نبی ہیں[3]۔ ثم[4] نعوذ باللہ۔ اصل یہ ہے کہ حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نبی متقدم ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود جری اللہ فی حلل الانبیاء متاخر نبی ہیں[5]۔ متاخر پر جو متقدم کا اطلاق کیا جائے۔ جیسا کہ اکثر الہامات میں وارد ہے۔ جیسا کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق الآیۃ تو مجاز ہو گا یہ ہیں معنے مجاز[6] کے علیٰ ہذا القیاس نبوت جزوی اور ظلی کو بھی وہ[7] نہیں سمجھا۔ خاکسار نے تو رسالہ ضروری میں لکھ دیا ہے کہ اس صورت میں اگر اصل و ظل میں تساوی[8] بھی ہو۔ تو کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ افضلیت بسبب اصلیت پھر بھی ادہر ہی رہیگی) پس یہ ہیں ظلیت کے معنے اور

---

[1] اگر اپنے مطاع کے کسی کلام کو پیش کرنا تبدیلی عقیدہ کی ترغیب یا مرغوب اور گناہ عظیم ہے تو کسی بزرگ کے کسی قول یا فعل پر کسی کا قرآن مجید کی آیت پڑھ دینا یا حدیث رسول اللہ پیش کرنا بھی اسی ضمن میں آتا ہو گا ۔

---

[1] مولانا! گستاخی معاف۔ اظہار النصائح میں اب آپ نے لکھا ہے کہ نبی حضرت مسیح موعود کا خطاب ہے۔ اور جملہ خطابات میں مجاز ہی ہوا کرتا ہے ۱۲۔

[2] یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ خط فاضل احسن ہی کا ہے۔ پس عکس کی حاجت نہیں ۔

[3] بے ادبی معاف! آپ نے اظہار النصائح میں خود ہی لکھا ہے۔ کہ اس معنی کر کر ہی نبی ہیں ۱۲۔

[4] یہ ثم کا عطف اس سے پہلے نعوذ باللہ پر ہے۔ دیکھو سطر اوپر کی نیچ الفاظ کے ۔

[5] مولانا! اب تو ہم اس اعتقاد پر کشتنی و گردن زدنی بن رہے ہیں۔ ع تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست ۔

[6] فافہم وتدبر ولا تکن من الکافرین ۔

[7] اے فاضل ایم اے۔ ایڈیٹر ریویو حال امیر قوم پیغام۔

[8] مولانا! یہ وہی تساوی ہے۔ جس پر حضور نے جلال میں آکر فرمایا تھا کہ اگر حضرت اقدس بھی لکھیں تو میں انکی پروا نہیں کرتا۔ مرا یاد ترا فراموش۔ ہاں یہ وہی تساوی ہے جسکے لئے پیغام میں شور ہے کہ غلام کو آقا کے تخت پر بٹھایا جاتا ہے ۱۲۔

وہ جزوی کے معنے سمجھا ہو۔ کیونکہ بحکم حدیث متفق علیہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ چونکہ حضرت جری اللہ شریعت جدید سوا شریعت دین اسلام کے اور سوا قرآن شریف کے کوئی شریعت اور کوئی کتاب اللہ ناسخ شریعت و قرآن نہیں لائے۔ اس لئے آپ جزوی[۹] نبی ہوئے۔ آپ کیسے فرماتے[۱۰] ہیں کہ آپ اپنے عقیدہ میں تغیر کریں۔ یہ تو میرے اوپر اللہ کا فضل ہے کہ جس بحث کو آپ آج حل فرما رہے ہیں۔ اس بحث کا فیصلہ اللہ نے سات آٹھ برس پیشتر اس خاکسار سے کرا دیا ہے[۱۱]"

معزز ناظرین دیکھا آپ نے جواب میرے خط کا۔ جو ۳ مارچ ۱۹۱۵ء مجھے کو ملا۔ اسی خط میں آپ نے مجھے لکھا کہ آپ نے کارڈ بھیجے لکھدیا لوگ کہینگے۔ اکمل متبوع ہے۔ اور احسن تابع۔ اور انشاء اللہ میرا عقیدہ کتاب و سنت سے تغیر ہرگز نہ ہو گا۔

اِسپر مینے جواب میں لکھا کہ توبہ توبہ آپ میرے متبوع ہیں اور میں تابع۔ آپ کا عقیدہ کتاب و سنت کے موافق ہی ہو گا۔ یہ ہے وہ فقرہ جسے اور معنوں میں لیکر سید صاحب نے القول الممجد میں شایع کیا۔ حالانکہ جن حالات کی ماتحت لکھا گیا۔ وہ آپکے سامنے رکھ دیئے گئے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ میری وہ مراد نہ تھی۔ جواب اس سے لی جاتی ہے۔ چنانچہ اسکے ثبوت میں میں مولانا کا دوسرا خط نقل کرتا ہوں جو ۷ مارچ کو ملا۔

"محب مکرم جناب فاضل اکمل صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میرے پیارے قدیم کے دوست فاضل اکمل آپ کے محبت نامے نے صادر ہو کر سرفراز و ممتاز فرمایا۔ اِسلئے کہ میں کیا چیز ہوں۔ جو آپ نے اس خاکسار کو ایسے الفاظ سے یاد شاد فرمایا۔ آپ کو سب طرح فضیلت[۱۲] حاصل ہے۔ مہاجر آپ ہیں مجھ کو یہ فضیلت کہاں حاصل ہو۔ ہر ماہ میں دین اسلام اور خصوصاً سلسلہ احمدیہ کی تائید میں آپ کے قلم ہدایت[۱۳] رقم سے ایک رسالہ تمام دنیا میں شائع ہوتا ہے میں اس سے بے بہرہ ہوں۔ اور علاوہ اسپر دوسری کتابیں بھی مثل نہج احمدیہ (ظہور المہدی) کے شائع فرماتے رہتے ہیں۔ پھر آپ حضرت حسان بن ثابت کے مثیل ہیں۔ ان سب پر علاوہ یہ کہ آپ کو زیارت حضرت خلیفۃ المسیح فضل عمر کی برکات اغلب کہ روزانہ حاصل ہوتی رہتی ہیں وکذا وکذا۔

اگر آپ نے نصیحتاً کچھ ارشاد فرمایا وہ نصیحت[۱۴] میرے سر اور آنکھوں پر۔ القول الفصل[۱۵] اول سے اخیر تک خاکسار نے سُنا۔ اسکی نسبت میں عرض کر چکا ہوں کہ اس میں سب طرح سے اتمام حجت منکرین خلافت کیا گیا ہے۔ اور حقیقت النبوۃ زیر طبع ہے۔

وہ بھی انشاء اللہ مخالفین کے ہفوات و لغویات کو استیصال کر کے پھینک دے گا۔ یعنے جو کچھ عرض کیا تھا۔ وہ صرف اِسلئے گذارش کیا تھا کہ یہاں پر[۱۶] ایسے مخالفین ہیں کہ ذرا سی بات کو پہاڑ بنا کر مشہور کیا کرتے ہیں کہ کارڈ میں ایسے فقرہ کا لکھنا مناسب نہ تھا"

احباب کرام! یہ ہے حقیقت فقرہ۔ عقیدہ میں تغیر اور تابع متبوع کی۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے۔

یہ بہت ہی ناگوار فرض تھا جسے مینے بجبر یا دل ناخواستہ ادا کیا اور میں مولانا سے مکرر استدعا کرتا ہوں کہ میرے پرانے بستے کو نہ کھلوائیں۔ آپ کتاب و سنت سے دلائل دیں اور لیں۔ یہ خطوط کا قصہ جانے دیں۔ سبب مجھے اپنا اصول چھوڑنا پڑتا ہے میری وفاداری کو بٹا لگتا ہے۔ میری محبت پر حرف آتا ہے اور یہ دو چیزیں مجھے جان سے زیادہ عزیز ہیں۔

آپ لوگوں کا کشتنی و گردن زدنی

اکمل عفا اللہ عنہ

۹۔ یعنی جزوی نبی کہنے سے صرف یہ مراد ہے۔ کہ آپ صاحب شریعت جدیدہ نہیں۔ باقی نبوت کے ایسے ہی مالک ہیں جیسے دیگر انبیاء علیہم السلام ہیں۔

۱۰۔ اس محمد احسن کو جس کا پیکر اب مرزا یعقوب بیگ صاحب کے مکان میں پڑا ہے۔ ورنہ محمد احسن جسے آخری دوست لکھنے والا میرا متبوع تو بالکل حضرت مسیح موعود کے نوشتہ کے مطابق اپنا عقیدہ بیان کر رہا ہے ۱۲۔

۱۱۔ یعنے جو عقائد قادیان سے ۱۹۱۴ء میں شائع ہو رہے ہیں۔ یہ وہی عقائد ہیں جو مینے ۱۹۰۹ء میں ظاہر کئے کوئی نئے نہیں ۱۲۔

۱۲ کیا میں بھی القول المحمود میں چھپوا دوں کہ میں وہ ہوں۔ جسے حضرت مسیح موعود کے فرشتے فاضل اجل سلسلہ احمدیہ نے جن کے ساختہ پرداختہ کو حضرت صاحب نے اپنا ساختہ پرداختہ قرار دیا۔ اور جن کی نسبت مولانا نور الدین صاحب نے لکھا کہ میں انکی خدمات کے سامنے شرمندہ ہوں۔ لکھا کہ آپ (اکمل) کو سب طرح فضیلت حاصل ہے۔ اسے فضیلت کلی۔ مولانا تسلی رکھئے میں ایسا ہلکا نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ نے یہ فقرات از راہ شفقت بزرگانہ لکھے۔ جیسے کہ میں نے جو کچھ لکھا اس تصور کو ذہن میں رکھ کر لکھا جو اسوقت میرے نزدیک تھا نہ وہ جس کا اظہار القول الممجد وغیرہ وغیرہ میں ہوا ۱۲۔

۱۳ اسی قلم نے اکمو وہ کارڈ لکھا جس کا عکس آپ نے چھپوایا۔

۱۴ مگر اب تو اس نصیحت کی فضیحت فرمائی جا رہی ہے۔

۱۵ القول الفصل میں مسئلہ نبوت بھی ہی مسئلہ احمد بھی۔ اسکے بعد کوئی [illegible]

۱۶ حضرت! پیغام بلڈنگس میں بھی ہیں۔ چنانچہ انکے رویہ سے ظاہر ہے کہ وہی کارڈ جسے آپ نے ذرا سی بات قرار دیا اسے پہاڑ بنا رہے ہیں۔ گو خود اسکے نیچے دب گئے ۱۲۔

تشحیذ ماہ فروری ۱۹۱۷ء

فروری کے تشحیذ میں فضلاء سلسلہ کے مفصلہ ذیل مضامین ہیں تفسیر آیت خاتم النبیین جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ خاتم کے معنے روکنے والا سیاق و سباق کے لحاظ سے ہو ہی نہیں سکتے (۲) وہ آیات جن سے اُمت محمدیہ میں اجرائے نبوت ثابت ہے (۳) تمام ان احادیث کے صحیح معانی جو مخالفین کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں (۴) غیر مبایعین کے لئے حضرت اقدس کے دو حوالے جو اس سے پہلے پیش نہیں ہوئے اور جن سے مسئلہ نبوت و احمد رسول قطعی طور پر حل ہو جاتا ہے۔ غرض اس رسالہ میں غیر احمدیوں اور غیر مبایعین کے لئے مسئلہ نبوت پر از روئے قرآن و حدیث مکمل بحث ہے۔ یہ رسالہ تمام خریداران تشحیذ کے نام سالانہ چندہ کی وصولی کیلئے وی پی ہو گا۔ غیر خریداروں کے لئے اسکی قیمت ۸ فی رسالہ ہے۔ (مینیجر تشحیذ الاذہان قادیان)

ہندوستان کی خبریں

آمد مولوی صدرالدین صاحب و نور احمد صاحب ووکنگ سے لاہور واپس آگئے ۔

طاعون سے نقصان جان ہفتہ مختتمہ ۱۳ر جنوری کے اندر کل ہندوستان میں مرض طاعون سے ۱۱۲۵۱ - اموات بتفصیل ذیل وقوع میں آئیں ۔ احاطہ بمبئی و سندھ ۵۲۴ - بہار و اڑیسہ ۳۴۴ - صوبجات متحدہ ۱۶۸۰ - پنجاب ۲۵ - برہما ۱۵۹ - ممالک متوسط ۱۰۶۸ - ریاست میسور ۳۳۷ - ریاست حیدرآباد ۶۲۴۷ - وسط ہند ۱۲۹ - راجپوتانہ ۱۳ - صوبہ سرحدی پنجاب ۱ ۔

جبری مفت تعلیم ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال نے اپنی سالگرہ اور اپنی تخت نشینی کی اٹھارہویں سالگرہ پر منجملہ دیگر مراعات کے اپنی رعایا کے لئے جبری اور مفت ابتدائی تعلیم رائج کرنے کا اعلان فرمایا ۔

محصول نمک میں اضافہ ہمعصر پایونیر کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ نمک کے ٹیکس میں اضافہ کرنے کی تجویز بعض حلقوں کی طرف سے پیش کی گئی ہے ۔

لازمی فوجی خدمت ہمعصر پایونیر کو معلوم ہوا ہے کہ ”ہندوستان میں لازمی فوجی تربیت و خدمت کے متعلق ایک اعلان چند روز میں شائع ہونے کی امید باندھی جا سکتی ہے“

بصرہ میں مسجد ہز ہائینس نظام حیدرآباد اور بیگم صاحبہ بھوپال اور نواب صاحب ٹونک نے بصرے میں ہندوستانی افواج کے لئے مسجد کی تعمیر کرنے کے لئے فیاضانہ چندے دیئے ہیں ۔

بصرہ میں گوردوارہ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب فرید کوٹ نے سکھ سپاہیوں کے لئے بصرہ میں ایک گوردوارہ کی تعمیر کے لئے ایک کثیر رقم بطور چندہ ادا کی ہے ۔

مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی گرفتاری ۔ کئی روز سے شہر لاہور میں بعض مولویوں کی گرفتاری کے متعلق کئی طرح کی افواہیں مشہور ہو رہی تھیں اب ہمعصر پیسہ اخبار کو معلوم ہوا ہے کہ ۲۰ر جنوری ۱۹۱۶ء کو پولیس نے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کو گرفتار کر کے انکے مکان وغیرہ کی تلاشی لی اور کچھ کاغذات اور کتابیں اپنے قبضہ میں لیں ۔ ۲۱ر جنوری کو پولیس مولوی ابراہیم صاحب کو لاہور لے آئی اور سنا گیا ہے کہ دو روز تھانہ انارکلی میں زیر حراست رکھ کر ۲۲ر جنوری کو انہیں سنٹرل جیل میں بھیجدیا گیا ہے ۔ ابتک گرفتاری کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی ۔

پونڈ کی قیمت جہلم میں پونڈوں کی قیمت بدستور زیادہ ہے ۔ آج کل وہاں ایک پونڈ ۱۶ روپے کو فروخت ہو رہا ہے ۔ شہر کے صرافوں نے اپنے ایجنٹوں کو باہر پونڈوں کے خریدنے کے لئے بھیجا ہوا ہے ۔

گرفتاری ہمعصر سول لکھتا ہے کہ ۱۹۱۵ء میں جو طلبے لاہور سے روپوش ہو گئے تھے ۔ اور سرحد سے گذر کر ہندوستانی دیوانوں سے جا ملے تھے ۔ حال میں گرفتار کر کے ہندوستان میں لائے گئے ۔

فوجی تماشہ لکھنؤ میں ۲۳ - ۲۶ - ۳۰ و ۳۱ جنوری کی سہ پہر کو اور ۲۵ر جنوری کی شام کو ریلوے سٹیشن کے قریب میدان میں ایک عظیم الشان فوجی تماشہ ہو گا ۔ تماشوں میں سواری کے تمام اصلی کرتب ۔ گھوڑوں پر چڑھ کر کشتی لڑنا ۔ کودنا ۔ تلوار و لاٹھی ۔ رسہ کشی ۔ نیزہ بازی اور ۱۹۱۶ء کا فن شمشیر زنی اور دیگر اسلحہ کا استعمال طرح طرح کے گیت اور ترانے وغیرہ داخل ہیں ۔ انگریزی اور ہندوستانی پلٹنوں کے باجے الگ الگ اور اکٹھے بجیں گے ۔ اعلیٰ درجہ کی بین بجائی جائے گی ۔

اعلان گورنمنٹ پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ جن لوگوں نے انگلستان سے مشینری اور دیگر سامان کے لئے جن کی بہم رسانی وزیر سامان جنگ کی نگرانی میں ہوتی ہے ۔ برطانیہ حکم بھیج رکھے ہیں ۔ اور جو یہ چاہتے ہیں کہ ان کا مال پہلے موصول ہو انہیں اسکے متعلق اپنی درخواستیں پہلے یا ڈائرکٹر جنرل زراعت و تجارت کی معرفت گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں بھیجنی چاہئیں خواہ جس کارخانہ کو انہوں نے حکم دے رکھا ہے وہ برطانیہ میں ہو یا نہ ہو یا اگر ان کا کسی حکمہ سے براہ راست تعلق ہو ۔ تو یہ درخواستیں ریلوے کمپنی کے ایجنٹ یا امپیریل ڈیپارٹمنٹ کے افسر اعلیٰ کے پاس بھیجیں ۔ یہ درخواستیں خاص فارموں پر ہونی چاہئیں جو ایک آنہ فی درخواست کے حساب سے سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ پنجاب سے حاصل ہو سکتی ہیں گورنمنٹ ہند ان عرضیوں کو لوکل گورنمنٹوں سے موصول ہونے پر انہیں وزیر ہند کے پاس بھیجدیگی ۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان)